23

جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے
ہماری جماعت کو مشکلات کے مقابلہ میں دعا اور نماز کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

(فرمودہ 4 جولائی 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دعویٰ تو یہ کریں کہ ہم ایمان لائے ہیں لیکن ان کو آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے؟ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ 1۔ کیا لوگ یہ وہم بھی کر سکتے ہیں؟ کیا مسلمان اس قسم کے خیالات میں مبتلا ہیں کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟ انہیں آزمائشوں اور ابتلاؤں کی بھٹی میں نہ ڈالا جائے گا؟ انہیں تکالیف اور مصائب کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا؟ انہیں ٹھوکریں نہیں لگیں گی؟ حالانکہ وہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے۔ یہ قاعدہ کُلیّہ ہے جو شخص ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اسے ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ضرور ڈالا جاتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ کُلیّہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ابتدائے اسلام میں یہ نہ فرماتا کہ تم کس طرح یہ خیال کرتے ہو کہ تم دعویٰ تو یہ کرو کہ ہم ایمان لائے لیکن تمہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں میں نہ ڈالا جائے۔ دعویٰ ایمان

اور ابتلاء وآزمائش لازم وملزوم ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی تحریک کے شروع میں ایک شخص ایمان لایا ہواور وہ اپنے ایمان میں سچا ہواور پھر آزمائشوں اور ابتلاؤں میں نہ ڈالا جائے، اسے ٹھوکریں نہ لگیں، وہ مخالفت کی آگ میں نہ پڑے۔

پس ہماری جماعت کو ہمیشہ یہ امر مدنظر رکھنا چاہیے کہ جب اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایک مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے والے ہیں تو انہیں ابتلاؤں اور آزمائشوں کی بھٹی میں ڈالا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ اگر یہ سچ ہے کہ تم ایمان لائے ہو تو یہ بات بھی سچ ہے کہ تمہیں ابتلاؤں میں ڈالا جائے گا۔

میں سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ تو احرار کے بہکانے سے سمجھ لیتے ہیں کہ جو شخص احمدی ہوتا ہے احمدی لوگ اسے روپیہ دیتے ہیں، پڑھاتے ہیں، اسے نوکری دلاتے ہیں، اس کی شادی کراتے ہیں۔ اس قسم کی بکواس سن کر لوگ ہمارے پاس آجاتے ہیں یا وہ خطوط لکھ دیتے ہیں کہ ان کی اس قسم کی مدد کی جائے۔ ہر ہفتہ دو تین ایسے آدمی یہاں پہنچ جاتے ہیں یا دو تین ایسے خطوط آجاتے ہیں جن میں یہ مضمون ہوتا ہے۔ ہم تو ان کے اس فریب میں نہیں آتے۔ ہم کہتے ہیں جاؤ ایمان کا شرائط لگانے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لیکن وہ لوگ اپنی جماعت کو کتنا بے ایمان بنا رہے ہوتے ہیں۔ آخر آنے والا انہی میں سے آتا ہے۔ اور جو اس خیال سے یہاں آتا ہے کہ اگر اُس کی مدد کر دی جائے تو وہ احمدی ہو جائے گا تو اُس کا ایمان کہاں رہ گیا۔ ایک طرف تو احرار یہ کہتے ہیں کہ احمدی لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور دوسری طرف روپے کی خاطر وہ لوگوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔ گویا وہ لوگوں کے اندر یہ روح پیدا کرتے ہیں کہ چند حقیر پیسے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کر لیا کرو۔ اگر ہم واقع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والے ہوتے تو انہیں کروڑوں روپے پر بھی تھوکنا نہیں چاہیے تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس قدر بلند شان ہے اُس کے مقابلہ میں ساری دنیا ایک مچھر کی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ پس جو ملّاں یا جو مولوی کسی شخص کو یہ کہہ کر یہاں بھیجتا ہے کہ جاؤ احمدی لوگ تمہاری مدد کریں گے حالانکہ وہ یہ بھی خیال کرتا ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ ہتک کرتے ہیں تو وہ مسلمانوں کو بے ایمان بناتا ہے۔ وہ ان کی غیرت کو مار رہا

ہوتا ہے، وہ ان کی محبتِ رسول کو مار رہا ہوتا ہے، وہ ان کے دین کے تعلق کو مار رہا ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ایک ضمنی بات ہے۔ان لوگوں کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے جو چاہیں کہیں اور ان کے ساتھیوں کو اختیار ہے کہ وہ ان کے کہنے پر جو چاہیں کریں۔لیکن ہماری جماعت اس بات کو نظر انداز نہیں کرسکتی کہ ایمان کے ساتھ ابتلا اور آزمائشیں بھی ہوا کرتی ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے ان سے بچاؤ کی بھی کوئی صورت بتائی ہے؟ اللہ تعالیٰ یہ تو فرماتا ہے کہ اگر تم ایمان کا دعویٰ کرتے ہو تو یہ بات مت نظر انداز کرو کہ تمہاری مخالفت کی جائے گی،تم پر ابتلاء اور مصائب آئیں گے،تمہیں ٹھوکریں لگیں گی،تمہیں مارا جائے گا،تمہیں بے حرمت کیا جائے گا،تمہیں بے وطن کیا جائے گا۔لیکن اُس نے اِس کا کوئی علاج بھی بتایا ہے؟ ہم قرآن کریم دیکھتے ہیں تو قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اس کا علاج بھی بتایا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ[2] کہ جب تم پر مصائب آئیں، ابتلاء اور آزمائشیں آئیں،ٹھوکریں لگیں تو اِس کے دو ہی علاج ہیں جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ہیں۔ اور وہ صبر اور صلوٰۃ ہیں۔مگر یہ صبر وصلوٰۃ آسان بات نہیں اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ۔ یہ بڑی بوجھل چیزیں ہیں۔مگر جو لوگ خاشع ہیں، جن لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہوتا ہے وہ اس بوجھل چیز کو اٹھانے پر تیار ہو جاتے ہیں۔عملاً دیکھ لو مسلمانوں میں کتنے لوگ نمازی ہیں۔ وہ لوگ جو یہ تقریریں کرتے ہیں کہ پاکستان میں اسلامی دستور کا نفاذ ہونا چاہیے شاید پانچ نمازوں میں سے ایک آدھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر مساجد کو دیکھا جائے تو بہت تھوڑی مساجد آباد ہیں اکثر مساجد غیر آباد ہوتی ہیں۔زمینداروں کو لیا جائے تو ان میں نوے فیصدی وہ لوگ ہیں جو زمیندارہ کے اوقات میں نماز نہیں پڑھتے دوسرے اوقات میں وہ رسماً نماز ادا کر لیتے ہیں۔ ہماری جماعت کو یہ ایک فضیلت حاصل ہے اور فضیلت ہونی چاہیے کہ ہم میں سے ہر شخص نماز کی قدر کو سمجھتا ہے۔لیکن وہ لوگ جو نمازوں میں سُست ہیں وہ آخر کیوں سست ہیں؟ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے میں بہت سی دقتیں ہیں۔خدا تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ یہ بڑی بوجھل چیز ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ یہ بڑی آسان چیز ہے۔ وہ خود کہتا ہے کہ یہ بڑی مشکل چیز ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرماتا ہے کہ جس شخص کے دل میں خوف ہوتا ہے وہ اِس بوجھ کو بھی خوشی سے اٹھانے کے لئے تیار

ہو جاتا ہے۔ دوسرے اوقات میں تو ممکن ہے کسی میں کبر ہو، غرور ہو، لیکن جب وہ مصائب میں پس رہا ہو تو اُسے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔

پس ہماری جماعت کو مشکلات کے مقابلہ میں دعا اور نماز کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ میرے تو کبھی وہم میں بھی یہ نہیں آیا کہ کوئی احمدی نماز چھوڑتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا احمدی ہے جو نماز کا پابند نہیں تو میں اُسے کہوں گا کہ وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اِس وقت تم پر نماز گراں نہیں ہونی چاہیے۔ مصیبت کے وقت میں نماز گراں نہیں ہوتی۔ مصیبت کے وقت لوگ دعائیں مانگتے ہیں، گریہ وزاریاں کرتے ہیں۔

1905ء میں جب زلزلہ آیا تو اُس وقت ہمارے ماموں میر محمد اسمٰعیل صاحب لاہور میں پڑھتے تھے۔ آپ ہسپتال میں ڈیوٹی پر تھے کہ زلزلہ آیا۔ آپ کے ساتھ ایک ہندو طالب علم بھی تھا جو دہریہ تھا اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق ہنسی اور مذاق کیا کرتا تھا۔ جب زلزلہ کا جھٹکا آیا تو وہ رام رام کر کے باہر بھاگ آیا۔ جب زلزلہ رُک گیا تو میر صاحب نے اسے کہا تم رام پر ہنسی اڑایا کرتے تھے اب تمہیں رام کیسے یاد آ گیا؟ اُس وقت خوف کی حالت جاتی رہی تھی، زلزلہ ہٹ گیا تھا اُس نے کہا یونہی عادت پڑی ہوئی ہے اور منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ مصیبت کے وقت خدا تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔ جس شخص کو مصیبت کے وقت بھی خدا تعالیٰ یاد نہیں آتا تو سمجھ لو کہ اُس کا دل بہت شقی ہے۔ وہ اب ایسا لاعلاج ہو گیا ہے کہ خطرہ کی حالت بھی اُسے علاج کی طرف توجہ نہیں دلاتی۔ پس اگر ایسے لوگ جماعت میں موجود ہیں جو نماز کے پابند نہیں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ وقت ایسا ہے کہ انہیں اپنی نمازوں کو پکّا کرنا چاہیے۔ اور جو نماز کے پابند ہیں میں انہیں کہتا ہوں آپ اپنی نمازیں سنواریں۔ اور جو لوگ نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں میں انہیں کہتا ہوں کہ بہتر وقت دعا کا تہجد کا وقت ہے نمازِ تہجد کی عادت ڈالیں۔ دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور فرمائے اور لوگوں کو صداقت قبول کرنے کی توفیق دے۔ مجھے اس سے کوئی واسطہ نہیں کہ دشمن کیا کہتا ہے۔ لیکن یہ ڈر ضرور ہے کہ جب اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے تو اکثر لوگ صداقت کو قبول کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ پس ہماری سب سے مقدم دعا یہ ہونی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہماری اُن مشکلات کو دور

کر دے جو لوگوں کے صداقت قبول کرنے میں روک ہیں اور ان کی توجہ اس طرف پھیر رہی ہیں۔ ابتلاء مانگنا منع ہے لیکن اس کے دور ہونے کے لئے دعا مانگنا سنت ہے۔ اس لئے یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ وہ روکیں دور کر دے جو لوگوں کو صداقت قبول کرنے سے ہٹا رہی ہیں اور ہماری فکرمندیوں کو دور کر دے۔ ہاں وہ ہمیں ایسا بے فکر اور بے ایمان نہ بنائے کہ جس کی وجہ سے ہمارے ایمان میں خلل واقع ہو۔

درحقیقت ایمان کا کمال یہ ہے کہ انسان خوف اور امن دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے۔ اگر کوئی شخص خوف اور امن دونوں حالتوں میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اسے امن دیتا ہے۔ لیکن جو مومن خوف کی حالت میں خدا تعالیٰ کے سامنے جھکتا ہے امن کی حالت میں نہیں خدا تعالیٰ اس کے لئے ٹھوکریں پیدا کرتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ اسے مرتد کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے لئے امن کی حالت پیدا کر دیتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ پس جو لوگ نماز کے پابند ہیں وہ نماز سنوار کر پڑھیں اور جو نماز سنوار کر پڑھنے کے عادی ہیں وہ تہجد کی عادت ڈالیں۔ پھر نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ پھر نہ صرف نوافل پڑھیں بلکہ دوسروں کو بھی نوافل پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ خدا تعالیٰ نے لوگوں کو روزہ کی عادت ڈالنے کے لئے ایک ماہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ روزے فرض ہونے کی وجہ سے ایک مسلمان ایک ماہ جاگتا ہے اور پھر اپنے ساتھیوں کو بھی جگاتا ہے۔ ڈھول پٹتے ہیں اور اس طرح تمام لوگ اس مہینہ میں تہجد کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اگر ایک ہمسایہ روزہ کے لئے نہ اٹھتا تو دوسرا بھی نہ اٹھتا۔ لیکن چونکہ ایک آدمی روزہ کے لئے اٹھتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرا بھی بیدار ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس طرح روزے فرض کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ سب لوگوں کو اس عبادت کی عادت پڑ جائے۔ پس اس قسم کی تدبیریں اور کوششیں جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔

ربوہ کی جماعت کے افسران اور عہدیداران محلوں میں تہجد کی تحریک کریں۔ اور جو لوگ تہجد پڑھنے کے لئے تیار ہوں اور یہ عہد کریں کہ وہ تہجد پڑھنے کے لئے تیار ہیں اُن کے نام لکھ لیں۔ اور جب وہ چند دنوں کے بعد اپنے نفوس پر قابو پالیں تو انہیں تحریک کی جائے کہ وہ باقیوں کو بھی جگائیں۔ جب سارے لوگ اٹھنا شروع ہو جائیں، پیپے بجنے لگ جائیں تو کئی لوگ ایسے بھی

ہوتے ہیں جن کا نماز پڑھنے کو دل تو چاہتا ہے لیکن نیند کے غلبہ کی وجہ سے بیدار نہیں ہوتے وہ بھی تہجد کے لئے اُٹھ بیٹھیں گے۔ رمضان میں لوگ اٹھ بیٹھتے ہیں اس لئے کہ اردگرد شور ہوتا ہے۔ اکیلے آدمی کو اٹھائیں تو وہ سو جاتا ہے۔ لیکن رمضان میں وہ نہیں سوتا اس لئے کہ اردگرد آوازیں آتی ہیں۔ کوئی قرآن کریم پڑھتا ہے، کوئی دوسرے کو جگاتا ہے، کوئی دوسرے آدمی سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے ہاں ماچس نہیں ذرا ماچس دے دو، ہمارے ہاں مٹی کا تیل نہیں تھوڑا سا مٹی کا تیل دو، کوئی کہتا ہے کہ ہمارے ہاں آگ نہیں آگ دو، کوئی کہتا ہے میں سحری کھانے کے لئے تیار ہوں روٹی تیار ہے؟ یہ آوازیں اُس کا سونا دوبھر کر دیتی ہیں۔ وہ کہتا ہے نیند تو آتی نہیں لیٹنا کیا ہے چلو چند نفل ہی پڑھ لو۔ رمضان بے شک برکت ہے لیکن رمضان میں جاگنے کا بڑا ذریعہ یہی ہوتا ہے کہ اردگرد سے آوازیں آتی ہیں اور وہ انسان کو جگا دیتی ہیں۔ ایک آدمی آٹھ بجے سوتا ہے اور اسے دو بجے بھی جاگ نہیں آتی۔ لیکن ایک آدمی بارہ بجے سوتا ہے لیکن تین بجے اٹھ بیٹھتا ہے اس لئے کہ اردگرد سے آوازیں آتی ہیں، ذکر الٰہی کرنے کی آوازیں آتی ہیں، قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں، کوئی کسی کو جگا رہا ہوتا ہے اور کوئی کھانا پکا رہا ہوتا ہے اور اس کی آواز اسے آتی ہے۔ اس لئے صرف تین گھنٹے سونے والا بھی اٹھ بیٹھتا ہے۔ یہ ایک تدبیر ہے جس سے جاگنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ پس مقامی عہدیداروں کو چاہیے کہ وہ اس کا محلوں میں انتظام کریں اور پھر اسے باہر بھی پھیلایا جائے تا آہستہ آہستہ لوگ تہجد کی نماز کے عادی ہو جائیں۔ پھر اگر کوئی تہجد کا مسئلہ پوچھے تو اُسے کہو کہ اگر تہجد رہ جائے تو اشراق کی نماز پڑھو جو دو رکعت ہوتی ہے۔ وہ بھی رہ جائے تو ضحیٰ پڑھو جو تہجد کی طرح دو سے آٹھ رکعت تک ہوتی ہے۔ اس طرح تہجد اور نوافل کی عادت پڑ جائے گی۔

صلوٰۃ کے دو معنی ہیں نماز اور دعا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ تم مدد مانگو، صبر، نماز اور دعا سے۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ کوئی شخص اُس پر غالب نہیں آ سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ ہے تو سیدھی بات ہے کہ اس سے زیادہ طاقتور اور کوئی نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ سے زیادہ طاقتور اور کوئی نہیں تو یقیناً وہی شخص جیتے گا جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے۔ بے شک کسی کے ساتھ دنیا کی سب طاقتیں ہوں، جلسے ہوں، جلوس ہوں،

نعرے ہوں، قتل وغارت ہو، قید خانے ہوں، پھانسیاں ہوں، لعنت وملامت ہو، لیکن جیتے گا وہی جس کے ساتھ خدا تعالیٰ ہے۔ دلوں کی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَّ اللّٰهَ يَحُوۡلُ بَيۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِهٖ ۔3 اللہ تعالیٰ ہی دلوں کے بھید جانتا ہے۔ وہی دلوں کو بدل سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان کے کیا خیالات ہیں اوران کا ردِعمل کیا ہے۔ وہ دلوں کو جانتا ہے، وہ اعمال کو جانتا ہے اوران کے ردِّعمل کو جانتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو میری طرف آتا ہے اُسے دلوں کی طرف ایک سرنگ مل جاتی ہے۔ آخر دلوں کو بدلنے کا کون سا ذریعہ ہے؟ سوائے اِس کے کہ ہم خدا تعالیٰ سے دعا کریں۔ خدا تعالیٰ نے اس کا ذریعہ صبر وصلوٰۃ مقرر کر دیا ہے۔

صبر کے یہ معنی ہیں کہ انسان کو خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مقدم ہے اور باقی ہر چیز مؤخر ہے۔ اس لئے وہ اس کے لئے ہر مشکل اور تکلیف کو برداشت کر لیتا ہے۔ گویا صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے اور صلوٰۃ میں عشقیہ طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صبر جبری محبت ہے اور نماز طوعی محبت۔ ہم کچھ کام جبری طور پر کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑنا، یہ چیز جبری ہے۔ مشکلات اور مصائب تم خود پیدا نہیں کرتے۔ دشمن مشکلات اور مصائب لاتا ہے اور تم انہیں برداشت کرتے ہو اور خدا تعالیٰ کو نہیں چھوڑتے۔ لیکن نماز طوعی ہے۔ نماز تمہیں کوئی اَور نہیں پڑھاتا نماز تم خود پڑھتے ہو۔ پس تم صبر میں جبری طور پر خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیتے ہو اور نماز میں طوعی طور پر اس کا اظہار کرتے ہو۔ اور جب یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں تو محبت کامل ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کا فیضان جاری ہو جاتا ہے۔ تم خدا تعالیٰ کے فیضان کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس سے صبر وصلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔ خدا تعالیٰ کا دلوں پر قبضہ ہے وہ انہیں بدل دے گا۔

میں جب تم سے کہتا تھا کہ جماعت پر مصائب اور ابتلاؤں کا زمانہ آنے والا ہے اس لئے تم بیدار ہو جاؤ اُس وقت تم میری بات پر یقین نہیں کرتے تھے۔ تم ہنسی اڑاتے تھے اور لکھتے تھے کہ آپ کہاں کی باتیں کرتے ہیں ہمیں تو یہ بات نظر نہیں آتی۔ اور جب کہ فتنہ آ گیا ہے میں تمہیں دوسری خبر دیتا ہوں کہ جس طرح ایک بگولا آتا ہے اور چلا جاتا ہے یہ فتنہ مٹ جائے گا۔ یہ سب کارروائیاں هَبَآءً مَّنۡثُوۡرًا 4 ہو جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کے فرشتے آئیں گے اور وہ ان

مشکلات اور ابتلاؤں کو جھاڑ و دے کر صاف کر دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ تم صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ میری مدد مانگو میں تمہیں مدد دوں گا۔ لیکن تم دو باتیں کرو۔ اوّل مصائب اور ابتلاؤں پر گھبراؤ نہیں انہیں برداشت کرو۔ دوسرے نمازوں اور دعاؤں پر زور دو تا مجھے پتا لگ جائے کہ تمہاری محبت کامل ہوگئی ہے۔ اور جب تمہاری محبت کامل ہو جائے گی تو میں بھی ایسا بے وفا نہیں ہوں کہ میں اپنی محبت کا اظہار نہ کروں۔''

(الفضل یکم اگست 1952ء)

1: العنکبوت: 3

2: البقرۃ: 46

3: الانفال: 25

4: الفرقان: 24